اقوال زرّیں

- زیادہ قسمیں کھانے والا زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔
- زیادہ گفتگو سوچ وفکر کو مردہ کردیتی ہے۔
- انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔

روزنامہ سہارا راشٹریہ 1

ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA MUMBAI

ہند۔بنگلہ تعلقات

مودی

دورِ حکومت میں ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی نگین چمنیز سے گزر رہی ہے۔ دنیا بھر میں ہونے والی بنگلہ۔آر آئی، بدامنی اور جنگ و جدل کے درمیان ہندوستان خود کو بہتر پوزیشن پر لانے کی کوشش ضرور کررہا ہے مگر اس میں کامیابی کی وضع نہیں ہے جو اس سے قبل کے وزرائے اعظم کے ادوار میں دیکھنے چاہئی ہیں۔ پڑوسی پہلے' کا وظیفہ پڑھنے کے باوجود نیپال اور سری لنکا جیسے ممالک سے ہمارے تعلقات میں گرم جوشی کم ہورہی ہے۔ پاکستان سے رشتہ کا ذکر ہی بے جا ہے اور چین ہمارا دشمن ہی ٹھہرا۔ میانمار اور بھوٹان سے تعلقات بے فیض اور بوجھ بن رہے ہیں تو مالدیپ سے کمزور پڑ رہے رشتے سرخیوں میں ہیں۔ ایک تیڑ جا تا ہے پاکستان کی طرح ہماری داخلی سیاست کا مرکز بننے والا بنگلہ دیش۔ ہندوستان کے ساتھ دنیا کی پانچویں طویل ترین سرحد شیئر کرنے والا یہ ملک ہماری تجارتی اور تزدیدراتی ضرورتوں کیلئے ناگزیر حیثیت رکھتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انتخابی سیاست میں بنگلہ دیشی دراندازی کو اہم ترین موضوع بنانے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کو ہتم اور بدنام کر کے ووٹ حاصل کرنے کے باوجود اس کے ساتھ رشتوں کی ڈور مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

ہندوستان پر دھیرے دھیرے انحصار کم کررہے بنگلہ دیش کی خاتون وزیر اعظم شیخ حسینہ کو مودی۔3 میں ہندوستان کے پہلے سرکاری مہمان کا درجہ حاصل ہوا۔ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ دونوں کے دورہ پر ہندوستان پہنچی تھیں۔ ان کا یہ دورہ کئی لحاظ سے ہندوستان اور بنگلہ دیش دونوں کیلئے اہم اور تاریخی کہا جاسکتا ہے کیوں کہ دونوں ممالک کے درمیان طے پانے والے معاہدوں نے نہ صرف دوطرفہ تعلقات کو ایک نئی جہت دی ہے بلکہ سفارتی سطح پر بھی تعلقات کو ایک نئی سمت دی ہے۔ دونوں ممالک نے کئی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جن میں بحری تعاون اور بحری معیشت، سمندری سائنس میں تعاون، ماہی گیری میں تعاون، ریلوے رابطہ، ڈیزاسٹر مینجمنٹ میں تعاون شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہندوستان آنے والے بنگلہ دیش کے شہریوں کیلئے ای میڈیکل ویزا کی سہولت شروع کیے جانے پر دونوں نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ نیز ہندوستان رنگ پور، بنگلہ دیش میں ایک نیا قونصل خانہ بھی کھولے گا تاکہ اس ملک کے شمال مغربی علاقے کے لوگوں کیلئے خدمات کی سہولت فراہم کی جاسکے۔ اگر دیکھا جائے تو وزیر اعظم نریندر مودی اور بنگلہ دیشی وزیر اعظم شیخ حسینہ کے درمیان دوطرفہ ملاقات اس لحاظ سے بھی تاریخی رہی ہے کہ دونوں رہنماؤں نے باہمی تعاون کے طویل مدتی ایجنڈے کو حتمی شکل دی ہے۔ میٹنگ کے بعد ہندوستان اور بنگلہ دیش کی جانب سے مستقبل کیلئے مشترکہ نقطۂ نظر کے عنوان سے ایک دستاویز جاری کیا گیا۔ اس میں جہاں ہندوستان نے بنگلہ دیش کے کئی مطالبات تسلیم کرلیے ہیں، وہیں بنگلہ دیش نے بھی اپنے پڑوسی ملک کے مفادات کو مدنظر رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ دونوں ممالک نے طویل المدتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے دفاعی تعاون کی پالیسی بنانے کی بات کی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو دونوں ملکوں کے تعلقات میں کچھ تلخی آئی ہے تو اس کی وجہ سیتا آبی معاہدہ ہے۔ سیتا کو لگا کی ایک معاون ندی ہے اور بنگال اور بنگلہ دیش سے گزرنے سے پہلے سکم میں شروع ہوتی ہے۔ ہندوستان کے پاس دریا کی 55 فیصد پانی ہے اور بنگلہ دیش پہلے سے ملنے والے پانی سے زیادہ بڑا حصہ چاہتا رہا ہے۔ اس ندی کے سلسلے میں معاہدہ میں ہندوستان کو کافی سفارتی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ سیمنا ندی کے پانی کے بٹوارے کے سلسلے میں دونوں ملکوں کے درمیان کئی ادوار کی میٹنگ ہوئی تھی جو نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی تو دوسری جانب اس سے مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی بھی ناراض ہوگئی تھیں۔ انہیں شکایت تھی کہ مغربی بنگال اس معاہدہ میں ایک فریق ہے لیکن اسے ان میٹنگوں میں شامل نہیں کیا گیا اور بنی معاہدہ کے وقت مغربی بنگال کی رائے لی گئی۔ تاہم ممتا بنرجی کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر دریائے سیمنا کے حوالے سے ہندوستان نے بنگلہ دیش کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے، اسے ہندوستان کی ایک بڑی کامیابی ضرور کہا جاسکتا ہے کیوں کہ سیمنا معاہدہ سے ہندوستان کے دیرینہ مخالف چین کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ عرصے سے چین دریائے سیمنا کے بہانے بنگلہ دیش کی طرف سے بھی ہندوستان کو گھیرے میں لینے کی تیاری کررہا تھا۔ ایسے میں اس معاہدہ نے چین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ دریائے سیمنا کے حوالے سے ملے پانے والے معاہدے کے تحت ہندوستان اب اس دریا کے تحفظ اور انتظام میں بڑا کردار ادا کرنے جارہا ہے۔ اس سے نہ صرف بنگلہ دیش کو فائدہ حاصل ہوگا بلکہ ہندوستان کو تجارت کیلئے ایک بڑی گزرگاہ ملنے کے ساتھ ساتھ اسے سیاسی اور تزدیدراتی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

تاریخی، سماجی اور ثقافتی حوالوں سے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مفادات مشترک ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات میں کھلے پن، مشترکہ اعتماد، تعاون اور باہمی احترام جیسے اصولوں کی پاسداری کی جائے اور اعتماد کا رشتہ مستحکم کیا جائے۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے تازہ معاہدہ اس سمت میں اہم قدم ادا کرنے والے ہیں، اسے ہند۔بنگلہ تعلقات کے نئے سنہرے دور کا آغاز بھی کہا جاسکتا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

تعلیمی نظام میں کرپشن اور 'وشوگرو' بننے کا ہدف

صبیح احمد

نیٹ۔یوجی

تنازع سے متعلق عرضی پر سماعت کرتے ہوئے سپریم کورٹ کا کہنا تھا کہ اگر کسی کی طرف سے 0.001 فیصد بھی لاپروائی ہوئی ہے تو اس سے پوری طرح نمٹنا جانا چاہیے۔ بچوں نے امتحان کی تیاری کی ہے، ہم ان کی محنت کو نہیں بھول سکتے ہیں۔ نیٹ کے تکلوت اور این ٹی اے (نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی) سے یہ بھی کہا کہ تصور کریں کہ جو نظام کو دھوکہ دے کر ڈاکٹر بن جاتا ہے، وہ معاشرے کے لیے اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے۔ 2015 میں سپریم کورٹ نے ایسا ہی تبصرہ کرکے آل انڈیا پری میڈیکل ٹسٹ (اے آئی پی ایم ٹی) کے امتحان کو منسوخ کردیا تھا۔ حالانکہ سپریم کورٹ کا یہ تبصرہ معاملے کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے، لیکن اس کا اندازہ کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ دھوکہ دہی سے ڈاکٹر بننے والے شخص کے ہاتھوں میں کتنے معصوم لوگوں کی جانیں داؤ پر لگ جاتی ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف آج کا نیٹ۔یوجی تنازع سے جڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ ایک سلسلے ہے، جو تعلیم کے اب سے جاری ہے اور سماج کا کوئی بھی شعبہ شاید ہی اس سے اچھوتا ہوگا۔ حکومت کے کم و بیش تمام شعبوں اور محکموں اور پبلک سیکٹر کے اداروں میں دھوکہ دہی، بکھر وفریب اور بدعنوانی کرکے اعلیٰ عہدوں پر بے شمار لوگ بیٹھے ہوں گے، وہ سماج کے لیے کتنے خطرناک ہوں گے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل یہ سماج کے لیے ناسور ہیں۔

وزیر اعظم گزشتہ ہفتہ ایک نئے کیمپس کا افتتاح کرنے کے لیے نالندہ میں تھے اور انہوں نے ہندوستان کو پہلے کی طرح سیکھنے کا سرچشمہ بنانے کے اپنے مشن کے بارے میں ایک بہترین تقریر کی۔ ایسا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اہل علم، ماہرین تعلیم، ادیب، شاعر، مورخ اور محققین کو سوچنے، بولنے اور لکھنے کی مکمل آزادی نہیں دی جاتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ان کی حکومت غیر دوستانہ نظریہ رکھنے والے غیر ملکی نامہ نگاروں کو معمول کے مطابق نکال دیتی ہے۔ تو پھر ان کے 'مشن' کیسے پورا ہوگا؟ اگر افسران اور سیاستداں چوکس اور سفاک سوچ والے پولیس والوں کی طرح کام کریں گے تو ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دانش و مہارت نہیں پنپ سکتی۔ دریں اثنا ہماری نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی' سے روزانہ نیٹ کرہا ہر آنے والی سزن ایک موقع میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اگر زیر رموی تیجگی سے چاہتے ہیں کہ ہندوستان سیکھنے کا مرکز بن جائے جیسا کہ قدیم زمانے میں تھا۔ جب وزیر تعلیم اس بدعنوانی سے نمٹ چکے ہوں گے جو ہم اپنے تعلیمی امتحان نظام میں دیکھ رہے ہیں، تو انہیں اس امکان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو وہ خودمختاری دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی نظام میں سزن 'کنڈ رگارڈن' سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جس نے بھی دہلی کے سرکاری اسکولوں کا دورہ کیا ہے، وہ اس کی تصدیق کرسکتا ہے۔ یہ کچھ سے بالاتر ہے کہ وزیر اعظم مودی نے جو ہندوستان کو دوبارہ 'وشوگرو' بنانے کے مشن کا بات کرتے رہتے ہیں، بی جے پی کے زیر اقتدار ریاستوں میں سرکاری اسکولوں کو بہتر بنانے کے لیے اپنے مذرائے اعلیٰ پر زور دینے کی زحمت کیوں نہیں کی۔ ان میں سے بیشتر اسکول اس قدر خراب ہیں کہ غریب ترین والدین بھی تمام مجبوریوں کے باوجود اپنے بچوں کو اس امید کے ساتھ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کم از کم گنتی اور پڑھنا سیکھ لیں گے۔

> لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کر رہا ہے۔ وزیر اعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک 'وشوگرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کا تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔

دستک

ہندوستان دنیا کی 10 تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں شامل ہے لیکن پھر بھی یہاں دنیا کے ایک تہائی ناخواندہ ہیں۔ 18 سال سے کم عمر کی اپنی 40 فیصد آبادی کے ساتھ ہندوستان اب بھی اپنے شہریوں، خاص طور پر غریبوں کو تعلیم دینے میں ناکام رہا ہے۔ ایک مخلوط معیشت ہونے کے ناطے ہندوستان میں تعلیم کے شعبے میں اب بھی حکومتی مداخلت کی ضرورت ہے کیونکہ منافع کے مقصد سے چلنے والا تعلیمی نظام عوام کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا، لیکن ہندوستان میں سرکاری اسکولوں کی حالت قابل رحم ہے۔ گنتی کی کچھ ریاستوں کو چھوڑ کر ہندوستان کی زیادہ تر ریاستوں کے تعلیمی اعداد وشمار ناقص ہیں۔ حالانکہ اسکولوں میں پہلے سے کہیں زیادہ بچے ہیں، لیکن سرکاری اسکولوں کا معیار تجرات انگیز طور پر نچلی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ ان اسکولوں میں عام طور پر غریب ترین خاندانوں کے بچے آتے ہیں جو اپنے بچوں کو متمول خاندانوں کی طرح کسی اور جگہ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کے متحمل نہیں ہوتے۔ اگرچہ اسکولوں میں جانے والے بچوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے، لیکن وہ بنیادی سہولیات تک سے محروم ہیں۔ بچوں کی حالت زار پر متعلقہ حکام کا رویہ ناروا، لاتعلق اور غیر انسانی ہے اور لگتا ہے کہ لاکھوں بچوں کے تئیں حکام ذمہ داری اور فرض شناسی سے محروم ہو چکے ہیں۔

پرائیویٹ بمقابلہ سرکاری اسکولوں کی بحث کوئی نئی بات نہیں ہے، جس میں حق تعلیم (آر ٹی ای) کے نفاذ کے بعد مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت پرائیویٹ اور گورنمنٹ اسکولوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے۔ پرائیویٹ اسکولوں کے گلیمر اور بھاری فیسوں پر غور کرنا اور ان کا سرکاری اسکولوں سے موازنہ کرنا فضول ہے۔ کیرالہ اور کرناٹک کے تمام سرکاری اسکول بھی کافی بہتر ہیں۔ مدھیہ پردیش میں 'سی ایم رائز اسکول' اور چھتیس گڑھ میں 'سوامی آتمانند انگلش میڈیم اسکول' جیسے تعلیمی اداروں کے آغاز کے ساتھ سرکاری اسکولوں کی طرف لوگوں کا رجحان دوبارہ بڑھ گیا ہے۔ اس رجحان کو نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ آگے بھی لے جانا بھی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ سرکاری اسکولوں میں داخلے میں اضافہ ہی ساتھ ہی والدین کی ٹیوشن کی طرف دلچسپی بھی بڑھی ہے۔ لیکن تقابلی طور پر یہ پرائیویٹ اسکولوں سے بہت سستا ثابت ہو رہا ہے۔ بلاشبہ سرکاری اسکولوں میں اساتذہ کی تنخواہ اچھی ہوتی ہے، وقتاً فوقتاً اختراعی اور ترقیتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ تدریس کے طریقوں اور معیار میں بہتری کے لیے بہت سے تجربات کیے جارہے ہیں، لیکن سرکاری اساتذہ کا ایک ایسا گستاخ طبقہ بھی ہے جو پڑھانے کے بجائے دوسرے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ ان اعداد وشمار پر بھی توجہ دینی ہوگی کہ کتنے اساتذہ کلاسوں سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو پرائیویٹ بزنس، سیونگ اکاؤنٹ ایکٹیویٹر بن کر والدین کو متاثر کرنے اضافی آمدنی میں مصروف ہیں۔ بہت سی ریاستوں میں سرکاری اساتذہ کو ٹھوکے کے حساب سے دیگر کاموں میں الجھا دیا جاتا ہے۔ جیسے عوام شماری، مویشیوں کی مردم شماری کے فرائض وغیرہ۔ اس سے تدریس بے حد متاثر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا دیر سے آنا، جلد بھاگ جانا اور کلاسوں میں نہ پڑھانا جیسے معاملے بھی آئے سرخیوں میں آتے ہیں۔ یہ مسائل آسانی سے حل کیے جاسکتے ہیں۔ آج کل کوچنگ اور ٹیوشن کی چلن نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کرلی ہیں کہ اس کے بغیر 'معیاری تعلیم' کا حصول ناممکن سا لگنے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض دفعہ والدین کو اسکول میں بچوں کے داخلے کی فکر کم ہوتی ہے لیکن اچھے کوچنگ اور ٹیوشن سینٹروں کی تلاش زیادہ ہوتی ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ کچھ سال قبل ان بچوں کو اسکول کے علاوہ ٹیوشن یا کوچنگ کی سہولت دستیاب کرانے والی تھی جنہیں کلاس میں چیزیں ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی تھیں یا جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل کوچنگ اور ٹیوشن جو اُن کرناٹھرنی بات سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بغیر معیاری تعلیم کا حصول تصور سے باہر لگتا ہے۔ اُن ٹیوشن جیسے معاملوں میں سخت اقدام کا بھی کافی عمل دخل ہے۔ وہ بچوں اور والدین کو راغب کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے اپناتے ہیں۔ یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے سینٹر سے کوچنگ کر کے بچے مقابلہ جاتی امتحانات میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے لیے وہ کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں۔

لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کر رہا ہے۔ وزیر اعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور 'وشوگرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کا تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔

sasalika786@gmail.com

کیا امتحان سے قبل پیپر لیک مسئلے کا کوئی مستقل حل ہے؟

ایم اے کنول جعفری

امتحان

جہاں طلبا کی تعلیم اور قابلیت کی کسوٹی ہے، وہیں اس سلسلے میں منعقد ہونے والے سخت ترین مقابلہ جاتی امتحانات کا میابی کے بعد نوجوان سرکاری اعلیٰ عہدوں کے لیے منتخب ہوکر ملک کی خدمات انجام دینا چاہتے ہیں۔ یہ طلبا کا وہ خواب ہے، جسے تعلیم کے دوران وہ اور ان کے اہل خانہ شب و روز دیکھتے ہیں۔ جو طلبا یا طالبات کسی وجہ سے یو پی ایس سی، آئی پی ایس، آئی اے ایس جیسے اعلیٰ عہدوں تک رسائی حاصل کرنے یا میڈیکل کالجوں میں داخلے کے امتحانات این ای ای ٹی (نیٹ) میں کامیاب ہونے یا پی ایچ ڈی یا فیلوشپ کی اہلیت کے لیے ہونے والے امتحانات این ای ٹی (نیٹ) میں پاس نہیں ہو پاتے، وہ دیگر سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری نوکریاں حاصل کرنے پر اکتفا کرتے باوجود مزید امتحانات دیتے رہتے ہیں۔ ایسے طلبا و طالبات کی تعداد بھی کم نہیں ہے جو صحت، انصاف، انجینئرنگ، بینکنگ، زراعت، صنعت، کمپیوٹر سائنس، خلائی سائنس اور جوہری سائنس سمیت سائنس کے دیگر شعبوں میں ملیح آزمائی کرتے ہیں۔ اپنا مستقبل خوش گوار بنانے اور اہل خانہ کی نکاحت کا جذبہ رکھنے والے طلبا ہوف کے حصول کے لیے رات دن ایک کرکے امتحانات کی تیاری کرتے ہیں۔ لاکھوں طلبا سال سال بھر یا اس سے بھی زیادہ وقت کوچنگ کرتے ہیں۔ سخت محنت اور کوچنگ والے طلبا اس وقت گھنٹے رہ جاتے ہیں، جب امتحان کا پیپر لیک ہو جاتا ہے یا بعض وقت پرامتحانات منسوخ کردیے جاتے ہیں یا نمبر اتنے زیادہ دے دیے جاتے ہیں کہ عقل حیران ہوجاتی ہے یا یہ سب گریس مارکس دے کر بعد میں واپس لے لیے جاتے ہیں۔

> مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کررہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے گلتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہورہے ہیں۔ پُختہ انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہوگیا۔

جائزہ

مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کررہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے گلتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہورہے ہیں۔ پُختہ انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہوگیا۔

مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کررہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے گلتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہورہے ہیں۔ پُختہ انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہوگیا۔ نیٹ۔یوجی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یو جی۔نیٹ امتحان ہونے کے بعد منسوخ کردیا گیا۔ اسی کے ساتھ یو جی۔نیٹ، پی ایس آئی آر۔نیٹ، این ای ای ٹی۔یو جی کے امتحانات اگلے حکم تک ملتوی کردیے گئے۔ ان کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اپوزیشن کے شور مچانے پر سرکار نے امتحانات کرانے والے ادارے نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار کو عہدے سے ہٹا کر ان کی جگہ ریٹائرڈ آئی اے ایس افسر پردیپ سنگھ کھروا کو تعینات کیا ہے۔ پہلے این ٹی اے کیلئے چیف دینے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اصلاحی اقدام کے لیے اسرو کے سابق چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر رادھا کرشن کی قیادت میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی دی ہے۔ دیگر ارکان میں ڈاکٹر رندیپ گلیریا، پروفیسر رام مورتی، بنج بنسل، پروفیسر آدتیہ متل اور گووند جیسوال شامل ہیں۔ نیٹ۔یو جی امتحان پیپر لیک تفتیش کا معاملہ سی بی آئی کو سونپا گیا ہے۔ یہ مطالبہ عدالت عظمیٰ میں داخل عرضیوں کے علاوہ طلبا اور اپوزیشن کی جانب سے بھی کیا جا رہا تھا۔ اس بابت سی بی آئی نے بہلی ایف آئی آر درج کی ہے۔ طلبا اور اپوزیشن کا دیگر بڑا مطالبہ نیٹ۔یو جی امتحان کی منسوخی کا ہے، لیکن اس کے لیے تو حکومت ہی راضی ہے اور نہ ہی سپریم کورٹ کی جانب سے اس سمت میں کوئی پیش رفت کی گئی ہے۔ یہ معاملہ عدالت عظمیٰ کے علاوہ دیگر اعلیٰ عدالتوں میں بھی چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے 1563 اُمیدواروں کو گریس مارکس دینے کی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اُن کا دوبارہ امتحان لیا۔ یہ نتیجہ 30 جون کو آئے گا۔ عدالت عظمیٰ کی جانب سے 6 جولائی سے شروع ہونے والی کونسلنگ پر روک نہیں لگانے سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ آگے کی کارروائی میں پیش رفت ہوگی۔ خدشہ یہ بھی ہے کہ اگر امتحان منسوخ کردیا جاتا ہے تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہوئے سبھی داخلے منسوخ ہو جائیں گے۔ سرکار نے پیپر لیک سے نمٹنے کے لیے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ 21 جون کو جاری نوٹیفکیشن کے مطابق اداروں یا 'عوامی امتحانات (غیر منصفانہ ذرائع کی روک تھام) ایکٹ 2024' نام دیا گیا ہے۔ یہ بل 10 فروری کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور کیا تھا۔ اس کا مقصد ملک بھر میں منعقد ہونے والے عوامی امتحانات اور مشترکہ داخلہ امتحانات میں غیر منصفانہ طریقوں کو روکنا ہے۔ قانون کے تحت امتحانات میں گڑبڑی کرنے پر 3 سے 5 برس کی قید اور 10 لاکھ روپے کے جرمانے کی سزا ہے۔ اتنا ہی نہیں منصفانہ طریقے سے کیے گئے اس جرم کے لیے ایک کروڑ روپے تک کے جرمانے کا التزام ہے۔

ملک میں بیروزگاری اور بے روزگاری بڑھی ہے۔ آبادی کا 65 فیصد حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ نوجوانوں کا ایک بڑا حصہ یا تو روزگار کی تلاش میں سرگرداں ہے یا مقابلہ جاتی امتحانات میں قسمت آزمانے میں لگا ہے۔ روزگار کے لیے اور امتحانات میں طلبا کی محنت رائیگاں جانے سے اُمیدواروں کے خواب بکھر جاتے ہیں۔ کانگریس کی جنرل سکریٹری پریکا گاندھی نے 5 برسوں میں 43 امتحانات کے پیپر لیک ہونے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ مودی حکومت کو نوجوان طلبا کا مستقبل تباہ ہونے اور ان کے ارمانوں پر پانی پھیرنے کی پروا نہیں ہے۔ راہل گاندھی نے پیپر لیک معاملے میں حکومت کی بے ضابطگیوں کے علاوہ یو جی سی اور آر ایس این کا تعلیمی اداروں پر قبضہ بتایا۔ پیپر لیک مسئلے سے نمٹنے کے لیے یا تو انتہائی سختی سے کام لیا جائے یا پھر امتحانات کے سوال نامے کو آنکیکو ٹائپ پیٹرن پر مشتمل ایک نمبر کے سوال کے جواب کے لیے 7 آدھے منٹ کے حساب سے سوالات اور وقت کا تعین کیا جائے۔ طلبا و طالبات کو امتحان گاہ میں اصل متن کی کتاب مہیا کرائی جائے اور امتحان ختم ہونے کے بعد اُسے واپس کرا لیا جائے۔ اُمیدواروں یا دوسرا کتاب کی مدد سے ٹیسٹن فری ہو کر سوالات کے جوابات لکھ سکیں گے اور مکڑ منوں کی طرح آگے آئے کوچنگ سینٹر، بدعنوانی اور تعلیمی شعبے سے مافیا رخت ختم ہوجائے گا۔

(مضمون نگار سینئر صحافی اور ادیب ہیں)

jafrikanwal785@gmail.com

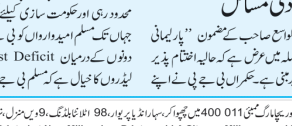

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

محنت رائیگاں نہیں جائے گی

مکرمی!

اس میں کوئی دوراے نہیں کہ کسی بھی ملک کے ناقص نظام تعلیم کا اثر اس ملک کی ترقی پر پڑتا ہے۔ ان دنوں ہیپر لیک معاملہ پرنٹ، الیکٹرانک و سوشل میڈیا میں سرخیوں میں ہے۔ اپوزیشن مرکزی وزیر تعلیم کے استعفیٰ کا مطالبہ کررہا ہے۔ اس بات سے بھی انحراف ممکن نہیں کہ ہندوستان کے لوگ تعلیمی کا اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور وہ غریب عوام جن کے پاس وسائل کی کمی ہے، زیادہ سے زیادہ محنت مزدوری کرکے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اپنی خواہشات بلکہ اپنی ضروریات کو دباتے ہوئے وہ اپنے بچوں کو کسی اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ وہیں آج کل کے بچے بھی حساس ہوگئے ہیں اور بھی ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے جتنی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ والدین یا سرپرستوں کو مایوس نہ کریں لیکن جب سخت محنت کرنے کے باوجود ہیپر لیک کے معاملات ان کی کاوشوں پر پانی پھیر دیتے ہیں اور ان کے اندر مایوسی پیدا کردیتے ہیں، ان کے اندر یہ خیال پیدا ہونا فطری ہے کہ پیسے والوں کی ہی دنیا ہے۔ مرکزی و ریاستی حکومتوں سے گزارش ہے کہ ہندوستان کے نظام تعلیم کو تباہ ہونے سے بچانے کی سمت قدم اٹھاتے ہوئے مجرموں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور طلبا کے اندر اس احساس کو قوی کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی اور ایک دن وہ اپنی منزل پر ضرور پہنچیں گے۔

ڈاکٹر حنا کوثر - شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی۔25

عوام کے بنیادی مسائل

مکرمی! ادارتی صفحہ پر پروفیسر اختر الواسع صاحب کے مضمون ''پارلیمانی الیکشن، مسلمان اور اس کے بعد'' کے سلسلہ میں عرض ہے کہ حالیہ اختتام پذیر پارلیمانی انتخابات کی بابت یہ تجزیہ حقائق پر مبنی ہے۔ سکھراں بی جے پی نے اپنے گزشتہ دو پارلیمانی الیکشن 'مودی بھجک' کے چلتے جلتا اور اچھا دیا میں تو نفیسر رام مندر کے نام پر جیتے اور یہی جوش و خروش قائم رکھتے ہوئے اس بار 400 پار' کا نعرہ بھی دیا گیا لیکن سیاسی نظریہ سے اہم ترین اتر پردیش میں سماجوادی پارٹی اور 7 بولا اور اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کو 80 میں سے 44 (37 سماجوادی پارٹی اور 7 کانگریس) نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی جبکہ بی جے پی 33 نشستوں تک محدود رہی اور حکومت سازی کیلئے بھی حلیف جماعتوں کا احسان اٹھانا پڑا۔ جہاں تک مسلم امیدواروں کو بی جے پی کا ٹکٹ نہ ملنے کا تعلق ہے، اس میں دونوں کے درمیان Trust Deficit گویا عدم اعتماد کارفرما ہے کیونکہ کچھ لیڈروں کا خیال ہے کہ مسلم بی جے پی کو ووٹ ہرگز نہیں دیتے جبکہ اول الذکر ایودھیا میں بھی اس مرتبہ اتر پردیش میں اکھلیش۔ راہل دوستی کا جادو سر چڑھ کر بولا اور اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کو 80 میں سے 44 (37 سماجوادی پارٹی اور 7 کانگریس) نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی جبکہ بی جے پی 33 نشستوں تک محدود رہی اور حکومت سازی کیلئے بھی حلیف جماعتوں کا احسان اٹھانا پڑا۔ جہاں تک مسلم امیدواروں کو بی جے پی کا ٹکٹ نہ ملنے کا تعلق ہے، اس میں دونوں کے درمیان Trust Deficit گویا عدم اعتماد کارفرما ہے کیونکہ کچھ لیڈروں کا خیال ہے کہ مسلم بی جے پی کو ووٹ ہرگز نہیں دیتے جبکہ اول ال